41 4
2307
U
Microfilm

राष्ट्रीय अभिलेखागार पुस्तकालय
NATIONAL ARCHIVES LIBRARY
भारत सरकार
Government of India
नई दिल्ली
New Delhi

1607
10.1.81

आह्वानांक Call No.
अवाप्ति सं० Acc. No. 2307

MGIPF—412 NAL/79

B
2-3

"Sadai Dard." Govt of the Punjab.

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں کوئی صاحب بلا اجازت شائع کرنیکی کوشش نہ کرے

انقلاب زندہ باد

Long live the revolution

صدائے درد

'Sadai Dard.'

سید علی حسین شاہ علی لاہور

بار سوم — تعداد تین ہزار — قیمت ۱؍

EDUCATION ... Regr. No. ... DISTRIBUTION
IMPERIAL RECORD Regd. No. 12 Jan. 1940 DEPARTMENT

109
a
NATIONAL ARCHIVES LIBRARY
No. 2307
Date 16.2.72
GOVT. OF INDIA

پرنٹر و پبلشر

سید علی حسین شاہ علی نے رنجیت برقی پریس شہر سیالکوٹ میں باہتمام
سردار لابھ سنگھ منیجر چھپوا کر بریڈ لا ہال لاہور سے شائع کیا۔

مَیں کِسان ہوں

مجھ سے نہ پوچھ کون ہوں کیا ہوں خدا کی شان ہوں
رنج و محن کی درد کی غم کی الم کی کان ہوں
دُنیا کی لاکھ نعمتیں سینۂ زمیں کا چیر کر
پیدا کرے جو بدنصیب ہاں مَیں وہی کسان ہوں
چھالوں بھرے یہ ہاتھ دیکھ اِس پر میری اوقات دیکھ
تن پر نہیں ہیں چیتھڑے فاقوں سے نیم جان ہوں
غم سے جگر فگار ہے۔ آنکھ بھی اشکبار ہے
اِس پر بھی جی رہا ہوں تو یہ کہ مَیں سخت جان ہوں
یہ اِس آئین سلطنت کی ہیں کرشمہ سازیاں
آٹھوں پہر کا محنتی پھر بھی محتاجِ نان ہوں
فرصت ہوئی تو پھر کبھی کہہ دونگا داستان علی
قصۂ غم طویل ہے۔ اور مَیں کم زبان ہوں

نوٹ :۔ عنقریب ہی اِس سلسلہ کی دوسرا نمبر شائع ہو کر آپ تک پہنچ جائیگا

حقیقت!

یہ حقیقت ہے کہ جب تک ملک نہ آزاد ہو
سانس اطمینان کا کوئی بھی بھر سکتا نہیں
ڈوب مر جا کر کہیں نہ زندگی کا نام لے
تو اگر آزاد اپنا دیش کر سکتا نہیں
کس قدر تکلیف دہ جاڑا ہے غربا کیلئے
وہ کیا جانے جو سردی سے ٹھٹھر سکتے نہیں
ڈال اُسکے مال اور دولت پہ چولہے کی خاک
جو آزادی کیلئے کچھ خرچ کر سکتا نہیں
شوق سے بگڑیں بگڑتے ہیں اگر باطل پرست
حق پرستوں کو یہ اکھا اکھڑ سکتا نہیں
بن غلطی ہوں اور میرا حق پرستی کام ہے
گیدڑوں کی بھبکیوں سے شیر ڈر سکتا نہیں

نوجوانوں سے خطاب

اُٹھو اے نوجوانو! قوم کی بگڑی بنا ڈالو
حیاتِ قوم کی کشتی کنارے پر لگا ڈالو
وطن کی اُفق پر چھا جاؤ بنکر ابرِ آزادی
اور اِس کے عقب میں شمس غلامی کو چھپا ڈالو
وطن کی آبرو اور قوم کے ناموس کی خاطر
جوانو! نوجوانی خاک میں اپنی مِلا ڈالو
یہ مادرِ ہند جو ہے لوٹتی خاکِ غلامی پر
اِسے تم تختِ آزادی پہ لیجا کر بِٹھا ڈالو
تمہاری راہ میں حائل اگر فرقہ پرست آئیں
تو اپنے خون کو اُن کے پسینے میں مِلا ڈالو
جہاں یہ تفرقہ انگیزیاں سکھلائی جاتی ہیں
میری مانو تو وہ سب مسجد و مندر گرا ڈالو
نکل سکتی نہیں دِل سے علی کے قوم کی اُلفت
چڑھا دو دار پہ یا جسم کے ٹکڑے اُڑا ڈالو

عہدِ نوجوان

زور اپنی نوجوانی کا لگا چھوڑوں گا میں
دیش سے فرقہ پرستی کو مٹا چھوڑوں گا میں
خاک میں فرقہ پرستی کو ملانے کیلئے
نوجوانی خاک میں اپنی ملا چھوڑوں گا میں
شیر مادر کی قسم اپنا پسینہ ہی نہیں
دیش کی خدمت میں اپنا خوں بہا چھوڑوں گا میں
اِس بلائے فرقہ داری کو گلے سے گھونٹ کر
قبر گمنامی میں تا محشر سُلا چھوڑوں گا میں
جن میں دکھاتی ہے انسانوں سے نفرت کی تعلیم
اُن عبادت گاہوں پر تالے لگا چھوڑوں گا میں
اے عسلی آزادیٔ ہندوستاں کے واسطے
قید تو کیا شے ہے اپنا سر کٹا چھوڑوں گا میں

ترانۂ عشقِ وطن

پلا دو نہ مجھے تم آتشِ یورپ کی اے ساقی
مئے عشقِ وطن کے کیف سے سرشار رہنے دو
نشۂ عشقِ وطن سر سے نہیں اترے گا مر کر بھی
ستم کی قہر کی یہ تُرشیاں سرشار رہنے دو
نکل سکتا نہیں دل سے میرے جذبۂ آزادی
نصیحت کے جناب ناصحا طومار رہنے دو
مسیحا تم سے آزار کی دارو نہیں رکھتے
مریضِ عشقِ آزادی کو بس بیمار رہنے دو
ہے کیا دامانِ اُلفت کے رفو کی کیا ضرورت ہے
اسے صد چاک رہنے دو لبِ صد تار رہنے دو
نکوکاری اگر ہے نام پر مذہب کے لڑ مرنا
تو میں بدکار اچھا ہوں مجھے بدکار رہنے دو
بہانا خون کے دریا اگر تہذیب ہے تو پھر

مجھے بے علم و بے تہذیب ہی بیکار رہنے دو
بڑھو صولت سے نوجوانو! منزل مقصود کی جانب
بزرگوں کو مذاہب کے اجارہ دار رہنے دو
ہراساں کیوں ہو تم فرقہ پرستوں کے تصادم سے
انہیں آپس میں کرتے جوتی و پیزار رہنے دو
اگر کچھ کر نہیں سکتے علی تم قوم کی خاطر
تو بہتر ہے کہ اپنی شوخیٔ گفتار رہنے دو

مزدور کی دنیا

جسے کہتے ہیں غم کی رنج کی دیدۂ مصیبت کی
حقیقت میں اگر پوچھو تو ہے مزدور کی دنیا
جہاں معصوم بچے بھوک سے دم توڑ دیتے ہیں
وہ ہے نادار کی لاچار کی مجبور کی دنیا
جہاں تن ڈھانپنے کو چیتھڑے مشکل سے ملتے ہیں
اسی کی ہے اسی بدبخت غم سے چور کی دنیا
جہاں کھانے کو غم ہے اور پینے کیلئے آنسو
خدا شاہد ہے وہ اس مال و زر سے دور کی دنیا
جہاں سرمایہ داری پیٹ بھر کر ظلم ڈھاتی ہے
وہ دنیا ہے اسی مغموم کی رنجور کی دنیا
علی جس میں کہ سعی و جہد کا انعام تھپڑ ہیں
وہ دنیا ہے اسی معتوب کی مقہور کی دنیا

اِعتراف

ہے گناہ عشقِ وطن تو میں گنہ گاروں میں ہوں
قوم کی اُلفت خطا ہے تو خطا کاروں میں ہوں

لب پہ آزادی کا نغمہ دل میں ہے حبِّ وطن
مرتکب اِس جُرم کا ہوں اور سزاواروں میں ہوں

تو نہ ہو آزاد تو دیر و حرم کِس کام کے
ہیں تو اے پیارے وطن تیرے پرستاروں میں ہوں

کِس لئے پڑتی ہے مجھ پر آپ کی نظرِ عتاب
اِس لئے کہ مُلک و مِلّت کے وفاداروں میں ہُوں

تیرے جذبہ سے تصدّق بن کے خادم قوم کا
دار پر سر دے کے دکھلایا کہ سرداروں میں ہوں

نشّے عشق رگ رگ سے آتی ہے صدا پیارے وطن
تو سراپا ناز ہے اور مَیں ناز برداروں میں ہوں

سرمایہ دار اور مزدور

ایک محوِ عیش و عشرت ایک سرمایہ پرست
تیری زرداری کا بتلا دوں ہے کس پر انحصار
وہ جسے تو دیکھتا ہے اس کڑکتی دھوپ میں
لوٹتا ہے جب کہ تو بجلی کے پنکھوں کی بہار
سر جھکائے کر رہا ہے خون اور پانی کو ایک
یعنی وہ مزدور جو اسوقت سے مصروفِ کار
جو پسینے کے سمندر میں نظر آتا ہے غرق
شام کو آگے ترے پھر ہاتھ دیتا ہے پسار
نیم عریانی میں جس کی عمر کٹ جاتی ہے سب
اور جسے ملتی نہیں بھر پیٹ کھانے کو جوار
جھونپڑا اک سر چھپانے کو جسے ملتا نہیں
رات کو جس کا ٹھکانا ہے سرِ راہ گزار
جسکی بیوی کے پرانے چیتھڑے ٹکڑوں میں ہیں جسکے بچے بیٹھتے ہیں تیرے بچوں کا پکار
ہے اسی مزدور کی محنت کے صدقہ کی طفیل
آج ہے گھر میں جو تیرے سیم و زر کی یہ بہار

تحریر فلک

دِل جلوں کی آہ میں پیدا اثر ہونے کو ہے
ایک عالم دیکھنا زیر و زبر ہونے کو ہے

آسماں سے قدسیوں نے دی ہے یہ مجھ کو خبر
تیری آہوں کا خدا پر بھی اثر ہونے کو ہے

سینچ کر خونِ جگر سے کی تھی جس کی پرورش
وہ شجر امید کا اب باثمر ہونے کو ہے

رات قرطاسِ فلک پر میں نے دیکھی ہے تحریر
شمس آزادیٔ وطن پر جلوہ گر ہونے کو ہے

ختم ہونے کو ہے ظلم و جور سب اغیار کا
شامِ غم رخصت مسرت کی سحر ہونے کو ہے

بیخطر کہہ دے یہ ارباب حکومت سے علی
بے خبر ہندوستان اب باخبر ہونے کو ہے

شامِ غربت

دیکھتا ہوں چھا رہی ہے ہر طرف
شامِ غربت شرح ہندوستان میں
یہ بھی کوئی زندگی ہے جب نہیں
خشک ٹکڑا قسمتِ انسان میں
سینکڑوں فاقوں کے مارے جا بسے
قوم کے فرزند قبرستان میں
حاکموں کے سگ ہیں پلتے دودھ پر
آپ کی دولت سے انگلستان میں
پر ہمیں ملتی نہیں نانِ جویں
جان آئے کس طرح سے جان میں
مال و دولت جا رہا ہے رات دن
لُٹ کے انگلستان میں جاپان میں
سب غلامی کے کرشمے ہیں علی
آج غربت ہے جو ہندوستان میں

ہم کیا مانگتے ہیں

نہ دنیا کا ہم مال و زر مانگتے ہیں
کسی سے نہ القاب سر مانگتے ہیں
نہ پکھراج لعل و گہر مانگتے ہیں
شرافت کا جینا مگر مانگتے ہیں
ہمیں جذبۂ حبِّ قومی عطا کر
یہی حق سے شام و سحر مانگتے ہیں
ہلا دے جو سینوں میں دل ظالموں کے
وہ آہوں میں اپنی اثر مانگتے ہیں
بگڑنے کی تو بات ہی کچھ نہیں ہے
حضور ہم تو اپنا ہی گھر مانگتے ہیں
بتا قوم غافل یہ کیا ماجرا ہے
ترے بچے کیوں در بدر مانگتے ہیں
علی جان لو وہ ہیں دشمن وطن کے
جو ان سے کرم کی نظر مانگتے ہیں

داستانِ مزدور

سنو گر سن سکو تم داستانِ خونچکاں میری
رُلا دے گی اگر آنسو لہو کے داستاں میری

نہ سن میری زباں سے تذکرہ میری تباہی کا
زبانِ حال سے کہہ دیں گی سب بربادیاں میری

تڑپ کر بھوک سے اکثر میرے فرزند مرتے ہیں
برہنہ تن نظر آئیں گی تجھ کو بیٹیاں میری

پھٹے کپڑوں میں جب ملبوس بیوی کو میں پاتا ہوں
تو بندھ جاتی ہیں اکثر روتے روتے ہچکیاں میری

میری محنت کے شاہد ہیں یہ چھالے میرے ہاتھوں کے
میری غربت کا مظہر ہے یہ جانِ نیم جاں میری

امیروں کی نہ پوچھو تم اگر کچھ بس چلے اُن کا
تو پی جائیں لہو میرا چبا لیں ہڈیاں میری

اگر کچھ رحم کر سکتے نہیں ہیں میری حالت پر
علی اتنا کریں کہ نہ اڑائیں پھبتیاں میری

درسِ قومیت

شرابِ حریت کے شوق سے ساغر چڑھاتا چل
اور اس کے کیف میں عشقِ وطن کے گیت گاتا چل
تیری مدہوشیاں خود ہی کریں گی رہبری تیری
چلا چل پر چلا چل تو اگرچہ ڈگمگاتا چل
نہ رکھ مطلب کوئی جھگڑوں سے ان فرقہ پرستوں کے
تو حرم و دیر کے کانٹوں سے دامن کو بچاتا چل
نہ پڑ جھگڑوں میں جے بھگوان اور اللہ اکبر کے
فقط مادرِ وطن کی جے کے تو نعرے لگاتا چل
اڑا کر دھجیاں دنیا میں علمِ کذب و باطل کی
پھریرے دہر میں حق و صداقت کے لہراتا چل
علیؔ کوئی سنے یا نہ سنے پر فرض ہے تیرا
کہ آزادی کے تو وجد آفریں نغمے سناتا چل

درس حریت

وطن کی محبت میں سرشار ہو جا
آزادی کی الفت میں بیتاب ہو جا
اسیروں کی دنیا سے بیزار ہو جا
غریبوں کی دنیا کا غم خوار ہو جا
اگر چاہتا ہے تو آزاد ہونا
تو پھر خواب غفلت سے بیدار ہو جا
عدو پھوڑ لیں جس سے ٹکرا کے سر کو
وہ لوہے کی مضبوط دیوار ہو جا
اگر زندگی کا مزا چاہتا ہے
تو عشق وطن کا گنہگار ہو جا
غلامی کا جینا ہے کیا خاک جینا
تو سردار بن یا سر دار ہو جا
اگر دیش آزاد کرنا ہے تو پھر
جواں مرد بن اور خوددار ہو جا
عملی فیڈریشن سے ہندوستان میں
پرچم اڑانے کو تیار ہو جا